معصومینؑ سے ملاقات

• حضرت امام زین العابدین علیہ السلام • حضرت امام محمد باقر علیہ السلام • حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

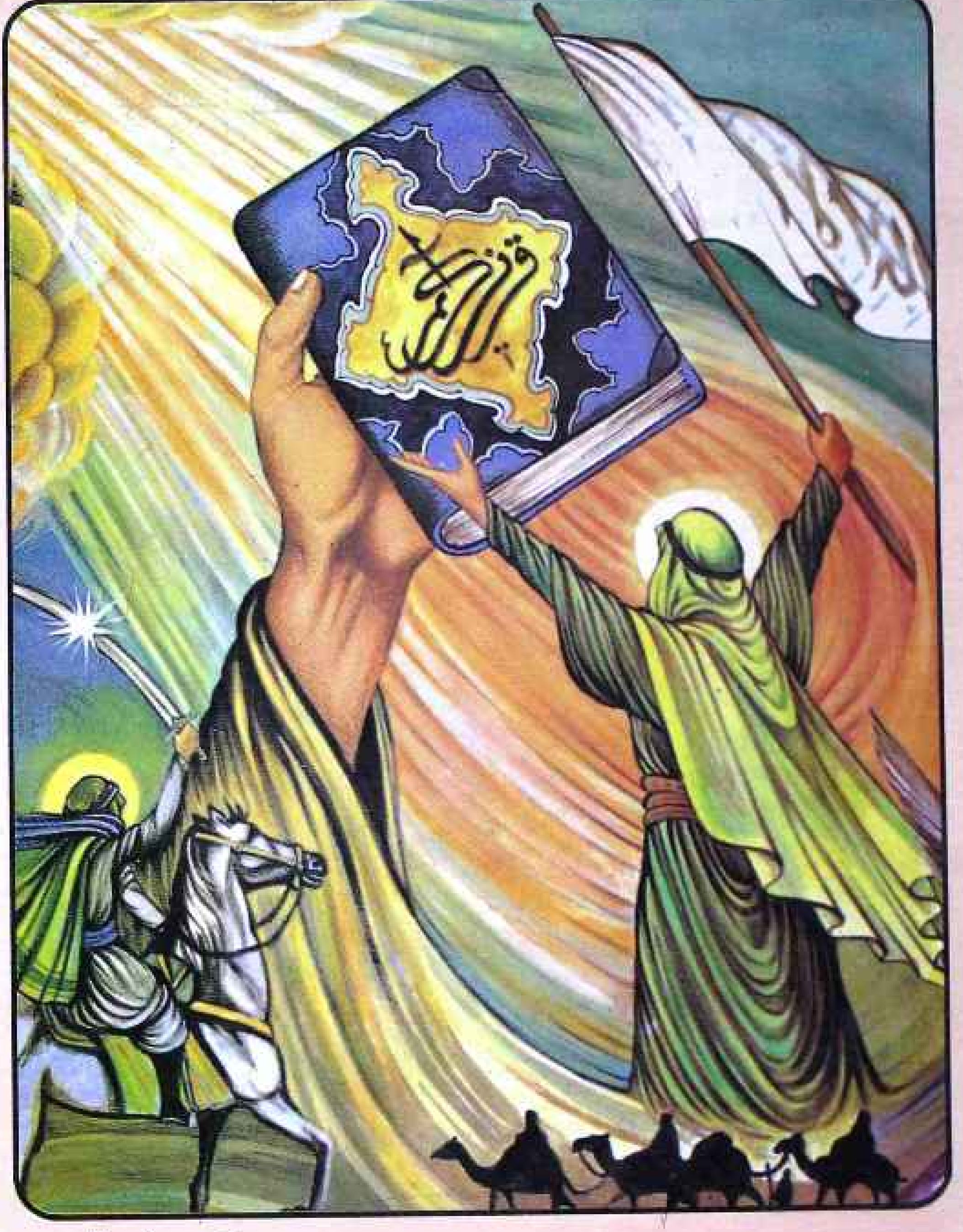

سید مہدی آیت اللہی

معصومینؑ سے ملاقات

*

- حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

ناشر

دانشگاہ امامیہ

۱- عباس اپارٹمنٹس سولجر بازار ـــــ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اس میں کوئی شک نہیں کہ چہاردہ معصوم کی سیرت و زندگی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے
ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقہ کیلئے سیرت معصومین سے متعلق مفید اور
مناسب کتابیں لکھی جائیں۔ زیر نظر کتاب نوجوانوں اور جوانوں کیلئے
تیار کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ہمارے
نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت معصومین سے آشنا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوگی
آخر میں ہم حجۃ اسلام جناب سید مہدی آیت اللّٰہی (ایرانی)
جناب محمد افضل حیدری "پاکستانی" جناب نثار احمد (ھندی)
اور جناب علی حیدر قاضی (ھندی) کے شکر گزار ہیں۔
کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں ہمارے ساتھ
مخلصانہ تعاون کیا۔ خداوند متعال اُن کی توفیقات
میں اضافہ اور انکو سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

ناشر

پیارے بچو! اور عزیز نوجوانو!

چونکہ بہتر تربیت کے لئے عمدہ اخلاقی آئیڈیل کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بہترین
نمونہ ہمارے مذہبی پیشوا اور آئمہ معصومینؑ ہیں
آپ کو ان کی اخلاقی زندگی سے آشنا کرنے کے لئے ہم نے ضروری جانا کہ معصومینؑ کی
زندگی کے اہم ترین پہلوؤں کی تحقیق کر کے ان کو سادہ اور آسان الفاظ میں تحریر کریں جنہیں
آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں۔
یہ رسالہ معصومینؑ کے حالات زندگی پر مشتمل دسیوں اہم کتب کا خلاصہ ہے اور تاریخداں
حضرات نے مطالعہ اور تحقیق کے بعد اس کی تائید فرمائی ہے۔
ہمیں امید ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑھیں گے اور اپنی عمدہ آراء سے ہمیں مطلع فرمائیں
گے اور ہم آپ کے اس تعاون اور راہنمائی پر آپکا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ رسالہ میں اسے
اپنے لئے راہنما قرار دیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔
اس امید کے ساتھ کہ آپ اسلام حقیقی سے بہتر طور پر آشنا ہوں۔

دانشگاہ امامیہ

(ایک تعارف)

موجودہ عہد میں، جہاں نوجوانوں میں اسلامی اقدار ناپید ہوتی جارہی ہیں اور تعلیمات اسلامی پر دبیز حجابات چھاتے جا رہے ہیں ایسے میں نوجوانوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے سیرت و تعلیمات محمدؐ وآل محمدؐ کو عام کرنے کا عزم کیا اور محدود وسائل کے ساتھ اس عظیم مقصد کی جانب سفر کا آغاز کیا ہے۔

دانشگاہ امامیہ نے تقریری مقابلوں، مقالہ نویسی، کوئز پروگرامز اور دیگر صحتمند سرگرمیوں کے ذریعے قوم کے نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت شناسی آئمہ اطہار علیہم السلام سے روشناس کرانے کے لئے قدم بڑھایا ہے۔

دانشگاہ امامیہ کے پروگرامز میں نوجوان نسل اور انکے والدین کی دلچسپی نے ہماری ہمت افزائی کی ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اسی طرح ان پروگرامز میں شامل ہوتے رہیں گے۔

والسلام

سیرت شناسی ۔۔۔۔ وقت کی ضرورت

با اخلاق بننے اور بنانے کے لئے کسی بہترین اخلاقی نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام تمام اخلاقی و دیگر صفات حسنہ کا بہترین نمونہ ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے مکتب سے وابستہ افراد اپنے آئمہ کی سیرت و زندگی کو سمجھیں اور اپنی زندگی کو بھی اسی طرح ڈھالیں۔ اس مقصد کے لئے پہلے قدم کے طور پر ہمیں بچپن ہی سے ایسی کتابوں کے مطالعے کی عادت ڈالنی ہوگی جن سے ہم آئمہ اطہار علیہم السلام کی زندگی کے حالات کے ساتھ ساتھ ان کے عمل و کردار کو جان سکیں۔

معصوم ششم

*

• حضرت امام زین العابدینؑ علیہ السلام

ولادت

خلیفہ دوم عمر کے زمانہ میں جب ایران مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو "یزدگرد" کی بیٹیوں کو مدینہ لایا گیا تمام لوگ مسجد میں جمع تھے کہ دیکھیں کیا فیصلہ کرتا ہے۔ خلیفہ نے انہیں فروخت کرنا چاہا مگر حضرت علیؑ نے اسے روکا اور عمر سے کہا، ان لڑکیوں کو آزاد کر دو تاکہ جس سے چاہیں شادی کر لیں۔ عمر نے حضرت علیؑ کی بات قبول کر لی اور فیصلہ دیا کہ جسکو چاہیں انتخاب کر لیں، ایک لڑکی نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کو اور دوسری نے امام حسن مجتبیٰؑ کو چن لیا، حضرت علیؑ نے حضرت امام حسینؑ سے فرمایا: "اس کا خاص خیال رکھنا" کیونکہ اسی کے بطن سے ایک امام پیدا ہوگا جو روئے زمین پر تمام مخلوقات خدا سے بہتر ہوگا اور باقی سب ائمہ کا باپ ہوگا۔

پس تھوڑی مدت کے بعد علیؑ ابن حسینؑ بروز جمعرات ۵ شعبان ۳۸ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے ان کا نام علیؑ اور بعد میں زین العابدینؑ[۱]، سجادؑ[۲] کے لقب سے ملقب ہوئے۔

---

[۱] عبادت کرنے والوں کی زینت۔

[۲] جو زیادہ سجدے کرتا ہو

امام کی اخلاقی خصوصیات :۔ (۱) تقویٰ اور پرہیزگاری : امام کی ایک خصوصیت تقویٰ اور پرہیزگاری تھی ، امام صادق نے فرمایا علی ابن الحسین کردار میں فرزندان بنی ہاشم میں سب سے زیادہ حضرت علی سے مشابہ تھے آپ کے فرزند امام محمد باقر فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں گیا ، دیکھا کہ وہ عبادت الٰہی میں غرق ہیں ، آپ کا رنگ زرد اور آنکھیں زیادہ ، رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھیں ، قدموں پر ورم اور پنڈلیاں خشک ہو چکی تھیں ۔ میں نے عرض کیا والد گرامی آپ عبادت میں کیوں اسے بے اختیار ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو کیوں اتنی زحمت و تکلیف میں ڈالتے ہیں ؟

میرے والد نے عرض کیا بیٹے میں جتنی بھی عبادت کروں آپ کے جد بزرگوار حضرت علی کی عبادت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے طاؤوس یمانی کہتے ہیں میں نے امام کو دیکھا کہ کعبہ میں سجدہ کر رہے ہیں کہ کہہ رہے ہیں :

"میرے اللہ تیرا بندہ تیرا محتاج ہے تیرے دروازے پر تیری رحمت و احسان اور بخشش کا منتظر کھڑا ہے"

(۲) زندگی اور لوگوں کی تربیت کی طرف توجہ :۔ امام زین العابدین اپنے جد بزرگوار کی طرح زمین کی آبادکاری اور کھجوروں کے باغات لگانے میں مشغول رہتے ہر کھجور کے پاس دو رکعت نماز ادا کرتے ۔ اور نماز کے وقت اتنا اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتے کہ غیر خدا کی طرف بالکل توجہ نہ رہتی ۔ ۲۰ دفعہ پیدل چل کر مکہ گئے اور ہمیشہ قرآنی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت و

راہنمائی کرتے ، تمام عمدہ انسانی صفات آپ کے وجود مقدس میں جمع تھیں اور آپ بردباری ، درگزر اور جانثاری کا مکمل نمونہ تھے ، سینکڑوں غریب اور فقیر گھرانوں کی کفالت فرماتے گھر کے سامنے ہر روز کئی گوسفند ذبح کرتے اور تمام غربا میں تقسیم کر دیتے

جن کے پاس لباس نہ ہوتا انہیں لباس دیتے ، مقروض کا قرض ادا کرتے مگر خود سادہ لباس اور غذا سے استفادہ کرتے ۔ ایک شخص امام زین العابدین کے پاس آیا اور برا بھلا کہنا شروع کردیا امام نے اس کے سامنے کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہ کیا اور فرمایا : " اے بھائی اگر تم سچ کہہ رہے ہو اور یہ صفات مجھ میں پائی جاتی ہیں تو خداوند مجھے معاف فرمائے اور میرے گناہوں سے درگزر کرے اور اگر تم جھوٹ کہتے ہو تو خداوند تجھے معاف کرے اور تیرے گناہوں سے درگزر فرمائے وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور امام سے معذرت خواہی کرنے لگا ۔ ابو حمزہ ثمالی امامؑ کے اصحاب میں تھا اسنے امام کے خادم سے کہا کہ مختصر طور پر امامؑ کے اخلاق میرے سامنے بیان کرو اس نے کہا کہ کئی سال سے میں امام کی خدمت کر رہا ہوں ان سے میں نے ہمیشہ سچ درستی، تقویٰ اور پاکیزگی ہی دیکھی ہے ، میرے مولا اپنی مشکلات کے باوجود لوگوں کا خیال رکھتے ہیں اور انکی مشکلات و پریشانیاں دور فرماتے ہیں ۔ زید بن اسامہؓ مرض الموت میں مبتلا تھا امامؑ انکی عیادت کیلئے تشریف لے گئے زید رو رہا تھا جب امامؑ نے گریہ کا سبب پوچھا تو کہنے لگا میں ۱۵ ہزار دینار کا مقروض ہوں اور میری کل پونجی اس قرض کیلئے ناکافی ہے امامؑ نے فرمایا گریہ نہ کرو اور مطمئن رہو میں تمھارا سارا قرض ادا کر دونگا جب رات اپنے سیاہ پردے ڈالدیتی اور سب لوگ سو جاتے تو حضرت سجادؑ اٹھتے اور ایک برتن میں غذا رکھتے کندھے

پر ڈالتے اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے پھر اسکو غرباء کے گھروں میں لے جاتے اور انہیں عطا کرتے۔ تقریباً مدینہ میں سو سے سرپرست خاندانوں کی کفالت کرتے اور ان میں سے اکثر بیوہ اور زمین گیر تھے اور عجب یہ تھا کہ ان خاندانوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ ہماری کفالت کرنیوالے حضرت امام زین العابدینؑ ہیں لیکن آپکی شہادت کے بعد جب مدد کا سلسلہ منقطع ہوا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہمارے یاور و مددگار حضرت امامؑ تھے،

والدگرامی کے ہمراہ : آپ کربلا کی طرف ہجرت کے آغاز سے ہی اپنے والدگرامی کے ہمراہ تھے اور قدم بقدم حضرت امام حسینؑ کے پیچھے چل رہے تھے حتیٰ جب عاشور کے روز امام حسینؑ نے ہل من ناصر ینصرنا کی صدا بلند کی تو آپ اٹھے تاکہ اپنے والدگرامی کی مدد کریں لیکن حضرت زینبؑ سامنے آگئیں اور فرمایا کہ آپ تنہا اس گھرانے کی نشانی ہیں اور امام حسینؑ کے بعد امام ہیں ہم سب کے سرپرست ہیں آپکا کام ہماری سرپرستی اور لوگوں تک شہداء کے پیغام کو پہنچانا ہے) اگرچہ کچھ ناآگاہ لوگ امامؑ کو بیمار، بے کار، اور ضعیف تصور کرتے ہیں لیکن وہ سخت غلطی پر ہیں چونکہ امامؑ کی بیماری مصلحت خدا تھی تاکہ دشمن کے ظلم سے محفوظ رہیں آپ کربلا کی زندہ تاریخ تھے اس لئے امام حسینؑ اور آپکے جانثار ساتھیوں کی شہادت کے بعد شمر کچھ بنی امیہ کے ظالموں کے ہمراہ خیمہ گاہ کیطرف آیا تاکہ پسماندگان کو بھی قتل کر دے چونکہ آپ بیمار تھے لہذا اسکے ہمراہ بعض نے اعتراض کیا عمر سعد اس کے پیچھے آیا اور شمر کو اس جسارت کے باعث سرزنش کی اور امامؑ کے خیام سے نکال کر کہنے لگا (یہ ایک بیمار شخص ہے وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں لہذا اسے رہنے دو)

تحریک کا آغاز امامؑ کے جذبات کا ردعمل: ۱۱ محرم ۶۱ھ کو صبح امام شہداء کے پسماندگان کے ہمراہ دشمن کے محاصرہ میں باہر تشریف لائے ظالموں نے آپ کے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں باندھ رکھے تھے اور شہداء کے سروں کو لوگوں کے نظارہ کے لئے باہر رکھے ہوئے، تاکہ آپ کی افسردگی اور پریشانی میں اضافہ کریں، اس میں شک نہیں کہ امام زین العابدینؑ کربلا میں نہ ہوتے، تاکہ یزید کے مظالم کو نزدیک سے دیکھیں اور کوفہ وشام میں لوگوں تک پہنچائیں، تو بنی امیہ دنیا میں یوں رسوا نہ ہو سکتے، امام حسینؑ کے خاندان کے افراد (چند بیوقوف لوگوں کے نظریے کے خلاف جو آپکو شکست خوردہ تصور کرتے ہیں) جہاں بھی جاتے، اپنے انقلاب کی کامیابی اور یزید کی شکست کی باتیں کرتے اس سے بڑی اور کیا کامیابی، ہو کہ دشمن بھی ان سے ڈرتا تھا اور جہاں بھی گفتگو کرتے لوگ اپنے احساسات اور جذبات وادب کا اظہار کرتے لوگ انہیں آفرین کہتے اور دشمنوں سے اظہار نفرت کرتے،

کوفہ میں امامؑ کی تقریر: اسراء کا کاروان جب کوفہ پہنچا تو سر اٹھا کر اپنے قد بلند کرتے تاکہ اسراء کو دیکھ سکیں امامؑ متوجہ ہو گئے کہ کوئی ہمیں نہیں پہچان رہے وگرنہ یہ اس قسم کا رویہ نہ اپناتے لہذا امامؑ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور لوگوں سے خاموشی کا تقاضا کیا سب نے خاموشی سے آپ کی طرف کان دھرے، پس اچانک یادگار حسین مظلوم نے لبوں کو حرکت دی اور فرمایا: " اے کوفہ والو! میں حسینؑ کا فرزند علیؑ ہوں میں علیؑ و فاطمہؑ و پیغمبرؐ کا فرزند ہوں میں اس امامؑ کا فرزند ہوں جسکے فرزندوں کو قتل کر دیا گیا اور اموال کو غارت کر لیا گیا اور خاندان کو اسیر کر کے آپ لوگوں کے سامنے لائے گئے ہیں،

تم لوگوں نے میرے والدگرامی کو خط لکھے اور جب وہ تمھاری طرف آرہے تھے تم نے انہیں قتل کر دیا کل خدا و پیغمبر کو کیا جواب دو گے ؟ تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے احترام کو مدنظر نہیں رکھا ان کے روح کو تکلیف پہنچائی ، افسوس ہے تم پر ، کتنے برے لوگ ہو ، اس خطاب سے امامؑ نے انکے سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کیا ان کے دل پسیج گئے اور وہ رونے لگے آپ نے بنی امیہ کے جشن کو عزا ، میں تبدیل کر دیا ۔

ابن زیاد کے دربار میں :۔ سپاہیوں نے جب کوفہ شہر کے حالات کی دگرگونی کی خبر ابن زیاد کو دی تو اس نے حکم دیا کہ اسراء کو فوراً دربار میں لایا جائے ، زیاد کے پلید اور خود فروختہ بیٹے نے دربار میں بہت بڑے جشن کا پروگرام بنایا تھا اور کوفہ کے تمام شرفا ، و ثروتمند لوگوں کو دعوت دی ، گئی تھی ، تاکہ اپنی طاقت کا مظاہرہ ان کے سامنے کر سکے ، اور پھر انہیں سے کسی کو بات کرنیکی جرأت نہ ہو اور انہیں معلوم ہو جائے کہ جو بھی اسکی مخالفت کریگا اسکے ساتھ یہی سلوک کیا جائیگا ،

اسی وقت امام حسینؑ کے پسماندگان کو دربار میں لایا گیا ، سب حاضرین انکی طرف دیکھنے لگے اور اسوقت تعجب کی انتہا نہ رہی جب انہیں سے کسی نے بھی کوفہ کے جلاد (ابن زیاد) کیطرف توجہ نہ کی ابن زیادؑ پر غصہ غالب آگیا اور وہ آپ کی بے احترامی کرنا چاہتا تھا لیکن اسے جرأت نہ ہو سکی ، حضرت سجادؑ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : " اے ابن زیاد آج جبکہ تم تخت حکومت پر براجمان ہو اور اولادؑ پیغمبر تیرے سامنے کھڑے ہیں یہ نہ سمجھو کہ ہماری نظر میں تمھاری کوئی اہمیت ہے یہ جملہ اتنا کارگر ثابت ہوا کہ کوفہ کا ظالم حاکم اں ہاتھ پاؤں مارنے لگا ، اس نے بدکلامی کی اور دھمکیاں دینا شروع کر دیا

اور حکم دیا کہ امام سجادؑ کو قتل کر دو ۔ لیکن اسرار اور حاضرین کے اعتراض و مخالفت کیوجہ سے یہ کام نہ کر سکا لیکن ، امام اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے دہمیں قتل سے ڈراتے ہو جانو کہ قتل ہو جانا ہماری عادت اور شہادت ہمارے لئے کرامت ہے ۔ ابن زیاد کو کچھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہے اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ یہ حکم دے کہ انہیں جلدی دربار سے باہر لے جاؤ

یزیدؑ کے دربار میں ؛ - آل پیغمبرؐ تھکے ماندے افسردہ و پریشان تھے سب ایک رسی میں بندھے ہوئے دربار یزیدؑ میں لائے گئے انہوں نے جو رویہ ابن زیادؑ کے ساتھ کیا وہی یزید کے ساتھ بھی ۔ کسی نے بھی یزیدؑ کی پرواہ نہ کی اسوقت امامؑ نے سر بلند کر کے فرمایا : اے یزید تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر رسولؐ اسلام اسوقت ہمیں دیکھیں تو تیرے ساتھ کیا کرینگے اور تو انہیں کیا جواب دے گا ۔ امامؑ کے اس جملہ نے حاضرین کو رلا دیا ۔ اور یزید پر وحشت طاری ہو گئی اس نے حکم دیا کہ فوراً رسیاں کھولدی جائیں پھر اسنے بدگوئی شروع کر دی لیکن مظلوم کربلا کے بیٹوں حضرت سجادؑ نے کھڑے ہو کر اسے اور اس کے خاندان کو رسوا کرنا شروع کر دیا ۔ یہاں تک کہ خود اس کے گھر سے فریاد ، اعتراض اور رونے کی صدائیں آنے لگیں اور یہ گریہ و اعتراض وہ مشت محکم تھیں کہ جو یزیدؑ کے سر پر لگ کر اسے خواب مستی سے بیدار کر رہے تھے اس نے محسوس کر لیا کہ اگر کچھ دیر اور آل رسولؐ اس حالت میں دربار میں رکھا گیا تو انقلاب آجائیگا اور اس کی زندگی کا خاتمہ بھی ۔

وہ ایک طرف یہ دیکھ رہا تھا کہ لوگ اس سے ناراحت اور اس پر اعتراض کر رہے ہیں اور دوسری طرف اسکی کوشش تھی اپنی جنایات اور مظالم سے کسی طرح اپنے آپ کو بری قرار دے ، پس

بلند آواز سے کہنے لگا خدا ابن زیاد پر لعنت کرے ، میں امام حسینؑ کے قتل اور ان کی اولاد کی اسارت پر راضی نہ تھا لیکن وقت اس کے ہاتھ سے جا چکا تھا اور سب جان چکے تھے کہ اصل جنایت کار اور ظالم خود یزیدؔ ہے فوراً یزیدؔ نے حکم دیا کہ آل رسولؐ کو اس مکان میں لے جایا جائے جو پہلے سے انکے لئے تیار کیا گیا ہے تاکہ اس سے زیادہ رسوائی نہ ہو ، اولاد رسولؐ کو غیر مناسب مقام پر رکھا گیا لیکن وہ وہاں پر خاموش نہ رہے اور ہر لحظہ لوگوں کو یزیدؔ کے مظالم سے آگاہ کرتے رہے یہاں تک کہ اس مبارزہ وجہاد میں امام حسینؑ کی تین سالہ بچی رقیہ کا بھی اہم کردار تھا ۔

امام مسجد شام میں :- ایکدن یزیدؔ نے اپنی شکست کا جبران کرنیکے لئے مسجد شام میں عظیم محفل کا پروگرام تشکیل دیا ، خود فروختہ گانے والوں کو اس نے حکم دیا کہ میری تعریف اور آلِ رسولؐ کے خلاف گائیں اور اسطرح لوگوں کو اپنے مظالم کے بارے میں خوش بین کرسکے ، اور یوں اولاد رسولؐ کو قصور وار ٹھہرا کر لوگوں کی نظروں میں انکی اہمیت کو ختم کرے ، حضرت امام سید سجاد ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے اور باتیں سن رہے تھے جب گانے والوں نے یزید کی تعریف کی اور آلِ رسولؐ کے خلاف زبان درازی کی تو حضرت نے باآواز بلند فرمایا (اے خیانت کار مزدور تجھ پر لعنت ہو یزید کی خوشنودی کیلئے تو نے خدا کو ناراض کیا ہے اور تو نے اپنے لئے جہنم کی راہ ہموار کی ہے)

پھر آپ نے یزید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (مجھے اجازت دے کہ میں ان لکڑیوں پر جاکر ایسی گفتگو کروں جس سے خدا بھی راضی ہو اور لوگ خوشحال ہوں) پہلے یزید نے توجہ نہیں کی ، اور اجازت نہیں دی لیکن محفل میں حاضر لوگوں نے تقاضا کیا کہ اجازت دو مجبور ہو کر اس نے اجازت دی

لیکن اس کے دل میں طوفان برپا تھا کہ اب کیا ہوگا؟

امامؑ منبر پر تشریف لائے اور خداوند قدوس کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا، لوگو خدا نے ہمیں علم بردباری سخاوت، شجاعت ایمان و تقویٰ عطا فرمایا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے پیغمبر اسلام ہم میں سے ہیں علی اور جعفر طیار ہم میں سے ہیں حضرت حمزہ سید الشہدا امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہم میں سے ہیں ایک ہی دفعہ لوگوں میں عجیب کیفیت پیدا ہوگئی دل دھڑکنے لگے اور لوگ امام کیطرف دیکھنے لگے عجب یہ ہے کہ ہمیں تو یہ کہا گیا تھا کہ یہ خارجی ہیں جنھوں نے حکومت وقت کے خلاف قیام کیا ہے گویا ہم سے جھوٹ کہا گیا تھا، یہ تو زمین پر بہترین مخلوق خدا ہیں امام کے بعد والے کلمات نے زیادہ آگاہی عطا کی آپ نے فرمایا: میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں میں فرزند زمزم و صفا ہوں (یعنی سب کا ہمارے ساتھ تعلق ہے) میں اس کا فرزند ہوں جو معراج پر گیا میں رسول خدا کا فرزند ہوں میں علی مرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا کا فرزند ہوں میں اس حسینؑ کا فرزند ہوں جو کربلا میں بغیر کسی جرم و گناہ کے قتل کر دیا گیا ـــــ جب عقدے حل ہوئے تو یک دم لوگوں کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں یزید نے اپنے آپ کو محاصرہ میں پایا تو موذن کو کہنے لگا اذان دو، اذان شروع ہوگئی موذن نے کہا اللہ اکبر آپ نے فرمایا کوئی شئی اللہ تعالیٰ سے بزرگ نہیں موذن نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ آپ نے فرمایا میرا گوشت پوست ہڈیاں یہ گواہی دیتی ہیں موذن نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ آپ نے فرمایا اے موذن تجھے اس پیغمبر کا واسطہ جس کا نام لے رہا ہے ذرا ٹھہر جا پھر آپ نے یزید کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ؛ اے یزید جس پیغمبر کا نام لے رہے ہیں وہ میرے نانا ہیں یا تیرے؟ اگر تو یہ کہے کہ میرے نانا ہیں تو جھوٹ کہتا ہے اور اگر تو کہے کہ یہ تیرے نانا ہیں تو پھر کربلا

میں انکی اولاد کو تو نے کیوں قتل کیا اور اس کے بچوں کو کیوں اسیر کیا، یزید جب جواب نہ دے سکا تو لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے نماز شروع کر دی اور امام چند شامیوں کے ہمراہ اعتراض کے طور پر مسجد سے نکل گئے ۔ امامؑ کی گفتگو اتنی موثر واقع ہوئی کہ یزید اہل بیت پیغمبر کو واپس مدینہ بھیجنے پر مجبور ہو گیا اور یہاں ہی سے بنی امیہ اور یزید کی حکومت کے خلاف لوگوں نے علم جہاد بلند کر دیا اور واضح ہے کہ اس تحریک کا مرکزی نقطہ حضرت امام سجادؑ کا یہ اقدام تھا مدینہ میں بھی یزید کے خلاف شورش بپا تھی، یزید نے قتل عام کے ذریعہ اس انقلاب کا راستہ روکنے کا پروگرام بنایا لیکن وہ بے فائدہ رہا، چنانچہ اس نے مسلم بن عقبہ نامی پلید ترین شخص کی قیادت میں کئی سپاہی مدینہ بھیجے اور اسکو مکمل اختیارات بھی دیئے اور اس نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ مسلسل تین دن لوگوں کے گھروں پر وحشیانہ حملے کئے لوگوں کے اموال غارت کئے گئے اور تقریباً دس ہزار لوگوں کو شہید کر دیا گیا لیکن انمیں سے کوئی قدم بھی موثر ثابت نہ ہوا اور اس کے بعد کوئی دن بھی یزید خوشی سے نہ گذار سکا اور موت کے نزدیک تر ہوتا گیا اور بالآخر ۶۴ھ میں یزید کی سیاہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اسکا بیٹا اس کا جانشین قرار دیا گیا لیکن چالیس دن کے بعد اپنے والد کے مظالم اور خاندان کی بے عزتی کے سبب اس نے حکومت سے استعفیٰ دیدیا ادھر عبداللہ بن زبیر جو کہ مدت سے خلافت کا خواہشمند تھا مکہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت پر قابض ہو گیا اور شام میں مروان نے قبضہ کر لیا طاقت کی جنگ شروع ہو گئی اور یہ ایک دوسرے کو نابود کرنے کیلئے اپنے کو تیار کر رہے تھے کچھ مدت بعد مروان بھی مر گیا اور اسکا بیٹا عبدالملک اسکی جگہ پر بیٹھا اور اس نے حکومت پر کنٹرول کرنے کے بعد ۷۳ھ میں مکہ کا محاصرہ

کیا اور عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا عبدالملک نہایت پست اور بخیل شخص تھا اس کے ہاں رحم اور انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی ایک دن اسنے مسیب سے کہا (اچھے کام مجھے اچھے نہیں لگتے) عبدالملک کے مظالم میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کوفہ اور بصرہ میں حجاج جیسے بے رحم و تنگ دل شخص کو حاکم بنایا اس نے تھوڑی مدت میں ایک لاکھ بیس ہزار شیعیان علیؑ کو شہید کیا اور بہت زیادہ مقدار میں لوگوں کو زندان میں قید کر دیا ـــــ عبدالملک حضرت سجاد کا ہمیشہ تعاقب کرتا اور گرفتاری کے بہانے تلاش کرتا بالآخر اس نے گرفتار کر کے شام طلب کیا لیکن لوگوں کے اعتراض کیوجہ سے مجبور ہو کر اس نے حضرت سجاد کو واپس مدینہ بھیج دیا۔

امامؑ اور ہشام : عبدالملک کئی سال ظلم بھری زندگی گذار کر اس دنیا سے چلا گیا اور اس بیٹا ہشام اسکی جگہ پر حاکم قرار پایا وہ ایک دفعہ ایام حج میں مکہ گیا تاکہ (اسکے اپنے قول کے مطابق) خانہ خدا کی زیارت بھی کرے اور سادہ لوح افراد کو دھوکہ بھی دے چنانچہ جب طواف کرنے لگا تو زیادہ ہجوم کیوجہ سے طواف نہ کر سکا مجبور ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا تاکہ ہجوم ختم ہو جائے اچانک امام سجادؑ حرم میں تشریف لائے لوگوں نے درود بھیجا اور آپ کے لئے راستہ بنایا حضرت طواف کے بعد حجر اسود کیطرف گئے تاکہ اس کا بوسہ لیں ہشام نے جب یہ دیکھا تو بہت پریشان ہوا اور بے اعتنائی سے کہنے لگا یہ شخص کون ہے؟ میں اسے نہیں جانتا فرزدق آزاد شاعر نے فوراً ہشام کیطرف دیکھکر کہا (اے ہشام مجھے تعجب ہے کہ تو اسے کیوں نہیں جانتا اگر تو اسے نہیں جانتا تو میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں سن میں تجھے بتلاؤں کہ وہ کون ہے، یہ وہ ہیں کہ جسے سرزمین مکہ اور حرم خداوند جانتے ہیں یہ

وہ ہیں کہ جن کے جد نامدار رسول اسلام ہیں خدا ان پر درود بھیجتا ہے یہ بہترین بندگان خدا کے فرزند ہیں یہ وہ مشہور پرہیزگار ہیں ، اور تو کہتا ہے کہ میں انہیں پہچانتا ۔ انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تو انہیں پہچانتا تو عرب و عجم تو انہیں پہچانتے ہیں ، ہشام کو فرزدق کی گفتگو سے سخت غصہ آگیا اور اس نے حکم دیا کہ اسے جیل بھیجا جائے امامؑ نے جیل میں اسکے لئے ہدیے بھیجے اس کی زحمات کی قدر دانی کی اور ایک دن اسے جیل سے رہا کروادیا ۔

حضرت امام سجادؑ اور صحیفہ سجادیہ :۔ جب امام سخت مشکلات اور محاصرہ میں تھے تو آپ نے اپنے مطالب کو دعا کی شکل میں پیش کرنا شروع کر دیا آپکی دعاؤں کو صحیفہ سجادیہ میں جمع کیا گیا ہے یہ کتاب اگرچہ ظاہراً ایک کتاب ہے مگر یہ علمی ، ریاضی ، طبیعی ، فلکی ، اجتماعی ، سیاسی اور اخلاقی مطالب کا دریا ہے اسمیں حقیقی مشکلات اور تکالیف کا بیان ہے ہم بطور نمونہ چند مختصر اور سادہ جملات کا ترجمہ کیے دیتے ہیں ۔

(۱) خدایا میں اپنی زندگی میں حسد ، غصہ ، فضول خرچی اور پرہیزگاری کی کمی سے تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں ، خدایا اگر میری زندگی تیری اطاعت میں گذرے تو مجھے زندہ رکھنا اور اگر شیطان کی چراگاہ بن جائے تو مجھے اپنی طرف لے جا اور میری جان لے لینا ۔

(۲) اے بیٹا والدین کی عزت کرو ! کیونکہ اگر باپ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے اور ماں کو دیکھو ! کہ جو ہر لحاظ سے تمھاری حفاظت کرتی ہے اسے کوئی پروا نہیں کہ وہ خود بھوکی رہتی ہے اور تجھے سیراب کرتی ہے خود اچھے کپڑے نہ پہنکر تجھے پہناتی ہے خود دھوپ میں رہ کر تجھے سایہ مہیا کرتی

ہے تم اس کا اجر نہیں دے سکتے بلکہ صرف خدا ہی اس کا اجر دے سکتا ہے ،

(۳) اپنی اولاد کا خیال رکھیں چونکہ نیک و بد ہر دو صورت میں اس کا تیرے ساتھ تعلق ہے اور تم اس کی تربیت و راہنمائی کے ذمہ دار ہو ،

(۴) اپنے بہن بھائیوں پر شفقت و مہربانی کریں کیونکہ وہ تیرے بازو تیری عزت اور طاقت ہیں دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد اور خیر خواہی کرو!

(۵) استاد کا احترام کرو! اسکے سامنے ادب سے بیٹھو! اور اسکی گفتگو توجہ سے سنو! اس کے سامنے بلند آواز میں گفتگو نہ کرو! نیز اگر کوئی اس سے سوال کرے تو اگر چہ تجھے اس کا جواب معلوم ہو پھر بھی اس سے پہلے بات نہ کرو!

(۶) ہمسایہ کا احترام کرو! اسکی مدد کرو! اگر اس کا کوئی عیب دیکھو تو اسے چھپاؤ! اور لغزشوں میں اسے نصیحت کرو!

(۷) اپنے دوست کیساتھ انصاف کرو! اور اسے ایسے چاہو جیسے وہ تمہیں چاہتا ہے اگر گناہ کرنے لگے تو اسے منع کرو! ہمیشہ اس کے لئے رحمت بنو! نہ عذاب ،

امام کی شہادت :۔ امام بزرگوار حضرت سجاد ۲۵ محرم الحرام ۹۵ سنہ ہجری کو ۵۷ سال کی عمر میں انہی مشکلات و مصائب برداشت کرنیکے بعد ہشام بن عبد الملک کے ذریعہ زہر دیکر شہید کر دیئے گئے اور جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پہلو میں دفن کر دیئے گئے اور آج انکی قبر انکے چاہنے والوں کی زیارت گاہ ہے

مشخصات امامؑ

نام	علیؑ
لقب	سجاد و زین العابدین ،
کنیت	ابو محمد
والد کا نام	حضرت امام حسین علیہ السلام
ولادت	۳۸ ہجری
مدت امامت	۳۵ سال
عمر	۵۷ سال
شہادت	95 ہجری میں ہشام بن عبدالملک کے حکم پر زہر کے ذریعہ شہید کئے گئے ۔
مدفن	قبرستان جنت البقیع

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے

۱ ۔ آپ امامؑ کے خصوصیات سے کیا کچھ جانتے ہیں ؟

۲ ۔ امام کیوں بیمار ہوئے ؟

۳ ۔ کوفہ و شام میں امام نے کیا مطالب بیان کیئے ؟

۴ ۔ فرزدق نے امام کی کیونکر تعریف کی ؟

۵ ۔ ظالم حکام کیوں امام کو زیر نظر رکھتے تھے ؟

معصوم ہفتم

*

● - حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السّلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت

پانچویں امام محمد باقرؑ اول رجب ۵۷ھ کو مدینہ میں متولد ہوئے، چونکہ اپنے جد سے مشابہ تھے اس لئے آپ کا نام محمد رکھا گیا، اور چونکہ آپ علم کی تہہ تک پہنچتے اور اس کے راز و رموز کو آشکار کرتے لہذا آپ باقرؑ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

آپ کے والد گرامی حضرت سجاد اور والدۂ محترمہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی دختر جناب فاطمہ تھیں اور آپ پہلے امام تھے جن کا نسب والدین کی طرف سے رسول اللہ تک پہنچتا تھا

آپ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

(۱) امامت سے قبل کا ۳۵ سالہ دور جو آپ نے نہایت سکون سے مدینہ میں گذارا

(۲) امامت کا بیس سالہ دور جو علوم اسلامی کی نشر و اشاعت کا دور تھا۔

امام کی اخلاقی خصوصیات :- حضرت امام محمد باقر ہمیشہ نیا اور صاف لباس زیب تن فرماتے عطر لگاتے اور وقار و سکینہ سے چلتے ایک دن کچھ تنگ نظروں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت علی پرانا اور سستا لباس پہنتے تھے لہذا آپ مہنگا اور نیا لباس کیوں پہنتے ہیں ؟ آپ نے جواب میں فرمایا ، اس زمانہ میں چونکہ تمام لوگ فقیر تھے لہذا حضرت علی کو بھی پرانا لباس اور سادہ غذا سے استفادہ کرنا چاہیئے تھا اور اب چونکہ آسائش میں زندگی گذار رہے ہیں لہذا میں بھی وہ لباس نہیں پہنتا میرے جد بزرگوار کی سیرت اس دور میں قیادت ، عدالت اور انصاف کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ تھی اور آج میرا کام اور طریقہ بھی عدالت اور انصاف کے موافق ہے

آپ کے ادب اور تربیت کے متعلق لکھتے ہیں آپ کبھی قہقہ لگاکر نہیں ہنستے تھے ہمیشہ آرام اور ادب سے گفتگو فرماتے کبھی غصہ میں نہیں آتے تھے جس سے ملاقات فرماتے اس کا احترام کرتے اور اس کے ساتھ مصافحہ کرتے اور فرماتے یہ کام دلوں کو نزدیک کرتا ہے دشمنی اور کینہ کو ختم کرتا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں مناجات کرتے اور بہت روتے مگر آواز بلند نہیں کرتے تھے نیز گفتگو کا آغاز و اختتام خدا کے نام پر فرماتے ـــــ آپکے باغات اور زراعت کافی تھی لیکن آپ خود ایک کسان کیطرح کام کرتے مزدوروں کے ساتھ کام میں شرکت کرتے انکے ساتھ ملکر کھانا کھاتے ان کے ساتھ گفتگو کرتے آپ ایسے مالک تھے جو خدام کے ساتھ تعاون فرماتے آپکے باغات اور زراعت سے جو کچھ آپ لاتے خدا کی راہ میں تقسیم کر دیتے مزدوروں کی ضروریات کو پورا کرتے حتیٰ کے اپنے زمانہ میں حجاز کے سخی ترین شخص آپ تھے ، شیخ مفیدؒ امام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ، حضرت تمام علوم و معارف سے آگاہ تھے

آپ نے پوری زندگی خدا تعالیٰ کی اطاعت میں گذاری اور تقویٰ و پارسائی کے بلند درجہ پر فائز تھے اپنے وعدہ کا خاص خیال رکھتے۔ آپ کی خوش دلی اور روح کا تقدس اور انسانی خصوصیات لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیتیں، اور اسلامی اخلاق کے ساتھ ان کی تربیت کرتے،

متعصب عالم اہل سنت ابن حجر امامؑ کے اخلاق کے متعلق یوں رقمطراز ہیں: امام محمد باقرؑ پاک وصاف دل والے شخص تھے آپکی گفتار کردار سے مکمل ہماہنگ تھی لوگوں سے رابطہ کا ملاً انسانی اور اسلامی تھا، آپ بزرگ عارف اور بے مثال عابد تھے، آپ انسانیت کے زیور سے یوں آراستہ تھے کہ آپکی تعریف میرے بس کی بات نہیں" ــــ حضرت کا ایک غلام آپ کے بارے میں کہتا ہے کہ: حضرت کے ہمراہ میں مکہ مکرمہ گیا، جونہی آپ کی نظر خانہ کعبہ پر پڑی آپ نے اتنا گریہ کیا کہ بےحال ہو گئے، میں نے عرض کیا آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا شاید خدا ان آنسوؤں کے بدلے مہربانی فرمائے، اور کل قیامت کے روز مجھے کامیاب قرار دے، بس امام نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور ایک طولانی سجدہ ادا کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو آپ کی سجدگاہ آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی، "محمد بن منکدر" ایک نادان مقدس نما کہتا ہے: امامؑ کے زیادہ کام کرنیکی وجہ سے میں اپنے آپ سے کہا کرتا کہ حضرت دنیا کے پیچھے پڑے ہیں لہذا میں ایکدن انہیں روک کر نصیحت کرونگا چنانچہ میں نے ایکدن انہیں سخت گرمی میں دیکھا جب وہ زیادہ کام کرنیکی وجہ سے تھک چکے تھے اور پسینہ جاری تھا میں آگے بڑھا اور سلام کیا اور کہنے لگا اے فرزند رسول اللہ مال دنیا کی اتنی کیوں جستجو کرتے ہیں؟ اگر اس حال میں آپ پر موت آجائے تو کیا کرینگے، آپنے فرمایا یہ بہترین وقت ہے کیوں کہ میں کام کرتا ہوں تاکہ میں دوسروں کا محتاج نہ

رہوں اور دوسروں کی کمائی سے نہ کھاؤں اگر مجھ پر اس حال میں موت آئے تو میں بہت خوش ہونگا، چونکہ میں خدا کی اطاعت و عبادت کی حالت میں تھا میں نے جب سنا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں سخت اشتباہ کا شکار تھا میں نے آپ سے معذرت طلب کی اور عرض کیا کہ میں آپکو نصیحت کرنا چاہتا تھا مگر آپ نے مجھے نصیحت فرمائی ہے اور مجھے حقائق سے آگاہ فرمایا ہے، جناب کلینی لکھتے ہیں: امامؑ کے کچھ اصحاب نقل کرتے ہیں کہ ایکدن ہم امامؑ کے گھر حاضر ہوئے تاکہ عرض ادب کریں لیکن سلام و احوال پرسی کے بعد ہم نے امامؑ کو پریشان پایا جب پریشانی کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ امامؑ کے فرزند سخت بیمار ہیں، ہم نے اپنے آپ سے کہا اگر اس فرزند پر موت آگئی تو امامؑ پر کیا گذرے گی، ہم نے خدا حافظ کہا اور چلے گئے دوسرے دن پھر احوال پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو اتفاقاً امامؑ کو خوشحال پایا ہمنے سوچا کہ خداوند قدوس نے مہربانی فرمائی ہے اور فرزند امام کو شفا دی ہے اسلئے امامؑ خوشحال ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آپکے فرزند کا انتقال ہو گیا ہے ہمنے سارا واقعہ امام سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ تھی کہ انتقال سے قبل آپ پریشان اور انتقال کے بعد خوشحال ہیں امام نے ہمیں جواب دیا میرا فرزند بیمار تھا اور میں انسانی اور پدری تقاضے کے طور پر پریشان تھا لیکن چونکہ خداوند تعالیٰ نے اسکی موت میں مصلحت دیکھی اور اسے مصائب و مشکلات سے نجات دیدی لہٰذا ہم بھی اسکے حکم اور خواہش کے تابع ہیں لہٰذا ہم نے خدا کا شکر ادا کیا ہم اسکی رضا پر راضی ہیں اور وہ چاہتے ہیں جو وہ چاہتا ہے

امام اور علم :۔ جناب شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں کہ اہل شام سے ایک شخص امام محمد باقرؑ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا چونکہ آپ اہل علم ہیں، آپکی محفل میرے لئے سود مند اور مہم ہے لہٰذا میں آپ کے درس میں شرکت کرونگا البتہ آپ اور آپکے خاندان کا دشمن ہونگا۔ امامؑ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا کچھ دنوں بعد وہ شخص مریض ہو گیا حضرت اپنے صحابہ کے ہمراہ اسکی احوال پرسی کیلئے تشریف لے گئے اس کے بستر کے پاس بیٹھ

گئے اور اس کی احوال پرسی کی شامی شخص نے جب امامؑ کی شفقت کو دیکھا تو اپنی اس بات پر نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوا اور اب اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ امامؑ کو کیا جواب دے حضرت نے اس کے گھر والوں کو اس کی خوراک اور دوا کے متعلق کچھ ہدایات دیں اور اس کے حق میں دعا فرمائی اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے کچھ دیر بعد اس کی طبیعت ٹھیک ہو گئی وہ تندرست ہو گیا دوسرے دن امامؑ کی خدمت حاضر ہوا اور اپنی اس پہلی بات سے پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت طلب کی اور ہمیشہ کیلئے آپ کے اصحاب میں شامل ہو گیا۔

جابر اور امامؑ :- سرورکائنات نے اپنے ایک نیک صحابی جناب جابر ابن عبداللہ سے فرمایا :- اے جابر تم زندہ رہو گے اور میرے بیٹے محمد بن علی ابن الحسینؑ کہ تورات میں جنکا باقر ہے سے ملاقات کرو گے میرا سلام ان کو پہنچا دینا ، پیغمبر اسلامؐ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے اور جابر مدتوں زندہ رہا ایکدن حضرت امام زین العابدینؑ کے گھر گیا اور آپ کے چھوٹے سے بچہ کو دیکھا اس نے امام زین العابدین سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون ہے ؟ حضرت نے جواب دیا یہ میرے فرزند محمد باقرؑ ہیں یہ میرے بعد مسلمانوں کے امام ہونگے جابرؓ اٹھا اور امامؑ کے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا میں آپ پر فدا ہو جاؤں اے فرزند رسولؐ اپنے جد بزرگوار کا سلام قبول فرمایئے چونکہ انہوں نے میرے ذریعہ آپ تک پہنچایا ہے ___ امام باقرؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور فرمایا : درود و سلام ہو میرے جد رسولؐ اللہ پر جبتک زمین و آسمان قائم ہیں ، اور جابر تم پر بھی میرا سلام ہو کہ تم نے انکا سلام مجھ تک پہنچایا ہے ،

امامؑ کی تربیت کا انداز :۔ دیگر ائمہ کیطرح امام محمد باقرؑ کا سرچشمہ علم کوہی تھا لہذا کبھی بھی جواب دینے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی، آپکی علمی شخصیت اتنی قد آور تھی کہ آپ کے درس میں اہل علم کی کیفیت ایسے ہی ہوتی تھی جیسے استاد کے سامنے بچے بیٹھے ہوں، جب بھی آپ درس کہنا شروع کرتے تو ہر طالبعلم علم و عرفان کی بارش برساتے اور ہر ایک اپنی لیاقت و استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کرتا۔ اسی زمانہ میں معروف شاعر ہشام مکہ گیا اور شامیوں کا ایک گروہ بھی اسکے ہمراہ تھا حج کے اعمال بجا لانے کے بعد ستانے کیلئے مسجد الحرام میں بیٹھ گیا اچانک اسکی نظر امام محمد باقرؑ پر پڑی کہ جو مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے لوگوں کے مسائل و مشکلات کا جواب دے رہے ہیں ہشام کو سخت غصہ آیا اور نافع نامی ایک اہل علم کو بھیجا تاکہ وہ امامؑ سے سوالات کرے اور (بزعم خود) امام جواب نہ دے سکیں گے لہذا عام لوگوں کی نظر میں انکی اہمیت ختم ہو جائیگی، درباری ملاں گیا اور سلام کے بعد سوال کرنیکی اجازت طلب کی۔ امامؑ نے فرمایا جو چاہو پوچھو، نافع نے سوال کیا جناب عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ تھا؟ امامؑ نے فرمایا ہماری نظر میں ۵۰۰ سال کا فاصلہ تھا،

نافع نے پھر سوال کیا کہ قرآن میں جو پیغمبرؐ سے کہا گیا ہے (واسئل) یعنی سوال کرو! پیغمبرؐ کس سے سوال کرتے تھے؟

امامؑ نے جواب دیا کہ خداوند عالم کی لوح محفوظ سے کہ جس میں ہر چیز ہے،

نافع نے سوال کیا خدا کس وقت اور کس زمانہ میں تھا؟

امامؑ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے خدا زمانہ کا خالق ہے اس کا نہ تو جسم ہے اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ تاکہ اسے زمانہ اور وقت کی احتیاج ہو۔

نافع سخت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا خدا کی قسم آپ اپنے زمانہ کے تمام افراد سے بڑے عالم ہیں

ایک شخص نے عبداللہ ابن عمر سے مسئلہ پوچھا لیکن جب وہ جواب نہ دے سکا تو سائل سے کہنے لگا یہ بچہ امام محمد باقرؑ ہے اس کے پاس جاکر اپنا مسئلہ پوچھو جواب تجھے دے مجھے بھی آکر بتلانا وہ شخص گیا اور اپنے مسئلہ کا صحیح جواب دریافت گیا اور پھر عبداللہ بن عمر کے پاس آکر امامؑ کا جواب اس کے سامنے بیان کیا، عبداللہ بن عمر نے اس سے کہا یہ وہ خاندان ہے کہ خداوند عالم نے جسے زیورِ علم و دانش سے آراستہ کیا ہے ۔ امامؑ کا علمی مقام اتنا باعظمت تھا کہ جہاں بھی خاندانِ پیغمبرؐ کا تذکرہ ہوتا تو وہاں امام محمدؑ باقرؑ کو علوم و کمالاتِ پیغمبرؐ کا تنہا وارث سمجھا جاتا ۔

امامؑ کی نصرانی پادری عالم سے گفتگو

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے پدر بزرگوار ہشام کے دربار سے واپس آرہے تھے کہ ہمارا گذر ایک ایسے محلہ سے ہوا جہاں عیسائی اپنے عالم کے ارد گرد جمع تھے تاکہ اس سے سوالات کریں ہم بھی وہاں گئے تاکہ دیکھیں یہاں کیا بات ہے؟

ہم نے ایک ضعیف العمر جس کے سر کے بال اور ابرو سفید ہو چکے تھے کو درمیان میں بیٹھے دیکھا اور عیسائی بچوں کی طرح اس کے سامنے بیٹھے تھے اور سوالات کر رہے تھے . لہذا ہم بھی بیٹھ گئے اس بوڑھے شخص کی نظر میرے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر پڑی ، اس نے کہا آپ عیسائی ہیں یا حضرت محمدؐ کے پیروکار ؟ آپ نے جواب دیا میں حضرت محمدؐ کا پیروکار ہوں ، پھر اس

نے پوچھا آپ عالم ہیں یا جاہل ؟ میرے والد نے جواب دیا میں جاہلوں سے نہیں ہوں بوڑھے نے کہا میں سوال کروں یا آپ سوال کریں گے ؟ آپ نے فرمایا تو سوال کر پادری نے تعجب کیا میرے والد پر نظر ڈالی اور کہنے لگا اے خدا کے بندے مجھے بتلایئے وہ کونسا وقت ہے کہ جب رات ہوتی ہے اور نہ دن ؟ امامؑ نے فرمایا طلوع صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت پھر اس نے کہا یہ کونسی گھڑی ہے ؟ میرے والد بزرگوار نے فرمایا یہ بہشت کی گھڑیوں میں سے ہے اس گھڑی بیمار کو بیماری سے افاقہ ہوتا ہے درد و تکالیف سے سکون ملتا ہے اور جو شخص ساری رات نہ سو سکا وہ بھی اس گھڑی سو جاتا ہے ____ پھر اس شخص نے کہا آپ کی بہشت میں کھاتے اور پیتے ہیں لیکن کوئی چیز ان سے خارج نہیں ہوتی کیا دنیا میں اسکی کوئی مثال ہے میرے والد نے فرمایا ہاں بچہ شکم مادر میں کھاتا ہے لیکن جو کچھ کھاتا ہے اس سے جدا نہیں ہوتا پھر اس مرد نے کہا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اہل جنت بہشت کے میوے کھائیں گے لیکن وہ کم نہیں ہونگے بلکہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ جائیں گے کیا دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہاں چراغ ہے اگر سو چراغ بھی اس سے روشن کیا جائے تو اس سے کوئی چیز کم نہیں ہوتی ۔ عیسائی عالم اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا (یہ شخص مجھ سے بڑا عالم ہے) اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ آپ حضرت امام محمد باقرؑ ہیں تو آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا ۔

بادشاہ کے دربار میں: حضرت امام صادق فرماتے ہیں ایکمرتبہ "ہشام بن عبدالملک" حج پر آیا اس سال میں بھی اپنے والدگرامی کے ہمراہ حج پر گیا تھا میں نے چند لوگوں کے درمیان کہا حمد ہے اس خدا کی کہ جس نے محمدؐ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا اور ہمکو اس کے مقدس وجود کی برکت سے عظمت عطا فرمائی ہم مخلوقات الہی میں سے برگزیدہ اور زمین میں خدا کے خلیفہ ہیں، وہ شخص خوش قسمت ہے جو ہماری پیروی کرے اور وہ بدبخت ہے جو ہماری مخالفت اور دشمنی کرے ہشام کا بھائی جوان لوگوں کے درمیان موجود تھا اور ہشام کا خاص جاسوس تھا جو کچھ اس نے سنا تھا وہ سب کچھ ہشام کو بتادیا ہشام نے مکہ میں تو ہمیں کچھ نہ کہا لیکن جب شام واپس لوٹ گیا تو مدینہ میں اپنے نمائندہ کو لکھا کہ مجھے اور میرے والدگرامی کو شام بھیجے۔ مدینہ کے حاکم نے ہمیں شام روانہ کر دیا جب ہم ہشام کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ تمام فوجی افسر اس کے دربار میں جمع ہیں ہشام تخت سلطنت پر براجمان اور تمام فوجی افسر اس کے سامنے کھڑے ہیں اور کچھ فاصلہ پر ایک نشانہ لگایا گیا تھا اور تمام اس کی طرف تیراندازی کر رہے تھے جب ہم دربار میں پہنچے تو ہشام نے احترام کیا اور کہا آپ نزدیک تشریف لائیں اور تیراندازی کریں میرے والدگرامی نے فرمایا میں بوڑھا ہو چکا ہوں لہذا مجھے رہنے دے ہشام نے قسم کھائی میں آپ سے ہاتھ اٹھانے والا نہیں ہوں میرے والد بزرگوار نے مجبور ہو کر کمان پکڑی اور نشانہ لیا تیر عین نشانہ کے وسط میں جا کر لگا آپ نے پھر تیر لیا اور نشانہ پر جا کر تیر مارا جو پہلے تیر کو دو ٹکڑے کرتا ہوا اصل نشانہ پر جا لگا پھر تیسرا تیر لیا اور نشانہ لیکر چلایا اس تیر نے دوسرے تیر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اصل نشانہ پر جا لگا آپ تیر چلاتے رہے یہاں تک کہ ۹ تیر ہو گئے ہشام کہنے لگا بس کریں اے ابو جعفر آپ تمام لوگوں

سے تیر اندازی میں ماہر ہیں۔

ہشام جو غصہ کی آگ میں جل رہا تھا اور راپنے اس کام سے پشیمان نظر آرہا تھا میرے والد گرامی کے قتل کا منصوبہ بنانے لگا اپنے آپ کو اس حالت سے نکالنے کے لئے چرب زبانی کرنے لگا اور کہتا ہے کہ قریش قبیلہ کو عرب و عجم پر فخر کرنا چاہئے کہ آپ جیسی شخصیت ان میں موجود ہے ہشام نے کہا آپ نے یہ مہارت اور استادی کہاں سے سیکھی ہے؟ والد گرامی نے جواب دیا خداوند قدوس نے ہر علم اور کمال مکمل طور پر ہمیں مرحمت فرمایا ہے ہشام کو میرے والد گرامی کی بات ناگوار گذری غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا تھوڑی دیر سر نیچا کرنے کے بعد سر اٹھا کر کہتا ہے کیا آپ اور ہم عبد مناف کے خاندان سے نہیں ہیں؟ کیا پیغمبر عبد مناف سے نہیں تھے؟ اور خدا نے تمام لوگوں کی سرپرستی کے لئے انہیں بھیجا ہے لہٰذا آپ کمال کو کہاں سے میراث میں لائے؟

حضرت امام محمد باقرؑ نے جواب میں فرمایا ہم خاندان وحی سے ہیں خداوند تعالیٰ نے ہمیں ایسی خصوصیات عطا فرمائی ہیں کہ جو دوسروں کو عطا نہیں فرمائیں۔ چنانچہ پیغمبر اسلام اپنے داماد حضرت علیؑ کے سامنے ایسے رازوں کا تذکرہ کرتے تھے جو دوسروں کے سامنے نہیں کرتے تھے اور خود حضرت علیؑ نے بھی کوفہ میں فرمایا کہ رسول اللہ نے ہزار باب علم مجھے تعلیم فرمایا اور ہر باب سے ہزاروں دروازے علیؑ کیلئے کھلتے ہیں اے ہشام ہم ان علوم کے وارث ہیں کوئی اور نہیں ہشام خاموش ہوگیا اور حکم دیا کہ ہمیں احترام کے ساتھ مدینہ واپس بھیجدیا جائے۔

امامؑ کے حکم پر اسلامی سکہ بنایا گیا:- پہلی صدی ہجری میں کاغذ کا کاروبار روم میں منحصر تھا اور جب مصر کے عیسائیوں نے رومیوں سے سیکھ کر کاغذ بنایا تو عادت کے مطابق اس پر باپ، بیٹا اور روح القدس کا مونوگرام[1] بنایا جو کہ عیسائیوں کی علامت تھی، عبدالملک بن مروان نہایت ہوشیار آدمی تھا اس نے کاغذ پر جب یہ مہر دیکھی اور اس کا مطلب سمجھا تو سخت پریشان ہوا کہ مصر اسلامی ملک ہے وہ اس مہر سے کیوں استفادہ کرتا ہے فوراً مصر میں موجود اپنے نمائندہ کو لکھا اسکے بعد اب سے کے بعد توحید کی علامت لکھیں نیا کاغذ توحید کے نعرے کے ساتھ چھاپ ہوا اور روم کے شہروں میں پہنچا اور روم کا بادشاہ قیصر اس سے آگاہ ہوا تو اس نے عبدالملک کو مختلف خطوط لکھے اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس مہر کو ختم نہ کیا گیا تو روم میں ایسا سکہ جاری کرنے کا حکم دونگا کہ جس میں پیغمبر اسلام کو گالیاں دی گئی ہوں اور جب یہ سکہ بنایا جائیگا تو تیری عزت خاک میں مل جائیگی عبدالملک نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر یہ کام عملی ہو گیا تو میں اسلام کا سب سے برا حاکم ہونگا لہٰذا اس نے فوراً میٹنگ بلائی اور اپنے ملک کے وزراء سے مشورہ کیا لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا کسی ایک شخص نے کہا کہ اس کا راہ حل یہ ہے کہ اس مشکل اور معما کا حل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حاصل کریں۔

عبدالملک نے اس کی رائے کو قبول کر لیا اور فوراً مدینہ کے حاکم کو حکم دیا کہ امام کو احترام کے ساتھ شام بھیجو۔ اور خود اس نے قیصر کے ایلچی کو شام میں روکے رکھا تاکہ امام تشریف لائیں اور مشکل

---

[1] اسے تثلیث کا عقیدہ کہتے ہیں یعنی تین خداؤں پر عقیدہ رکھنا جنکے نام باپ، بیٹا اور روح القدس ہیں ۱۲ -

کو حل کریں امام جب شام پہنچے تو سارے واقعہ سے آپکو آگاہ کیا گیا کہ علاج وحل بیان فرمائیں امامؑ نے فرمایا قیصر نے تجھے ڈرایا ہے وہ یہ کام نہیں کریگا بلکہ خدا اسے یہ کام کرنیکا موقع بھی نہ دے گا البتہ اس کا حل یہ ہے کہ تاجروں کو جمع کرو اور انہیں حکم دو کہ ایسا سکہ بنائیں کہ جس کے ایک طرف سورۂ توحید اور دوسری طرف پیغمبر اسلام کا اسم گرامی ہو اور یوں ہم رومیوں کے سکہ سے بے نیاز ہو جائیں گے پھر آپ نے سکہ کے وزن اور سائز سے متعلق کچھ وضاحت فرمائی اور آخر میں فرمایا کہ جس شہر میں یہ سکہ بنایا جائے اس شہر کا نام اور سال و تاریخ بھی سکہ پر درج کریں ۔ عبدالملک نے امام کے احکامات پر عمل کیا اور تمام اسلامی شہروں میں اعلان کروا دیا کہ اب کے بعد تمام معاملات ان اسلامی شہروں میں نئے سکہ سے انجام دیئے جائیں اور رومی سکہ غیر معتبر ہیں لہذا جس کے پاس وہ ہیں انہیں تبدیل کرلے

پھر قیصر کے ایلچی کو تمام انجام دیئے جانے والے امور سے آگاہ کر کے واپس بھیجدیا گیا قیصر سارے واقعہ سے آگاہ ہوا اور اس انجام شدہ عمل کے مقابل میں خود کو پایا تو درباریوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنائے لیکن اس نے جواب دیا کہ اب یہ کام فضول ہے کیونکہ اب اسلامی شہروں میں رومی پیسہ سے کاروبار نہیں ہوگا امامؑ نے اس عظیم تعجب انگیز کام سے اس دور کے استعمار کے پروگرام کو نقش برآب کر دیا ۔

امام کے اصحاب :- امام محمد باقرؑ ایسے زمانے میں تھے کہ جب مروانی خلفاء اپنے ذاتی کاموں میں مشغول تھے اور بنی عباس کشمکش اور مبارزت کا شکار تھے اس لئے حضرتؑ کو احکام و معارف اسلامی کی نشر و اشاعت کا موقع میسر آیا لہذا امامؑ نے درس و تحقیق کے پروگرام تشکیل دینے شروع کر دیئے ۔

اور اپنے مکتب میں ایسے شاگرد پیدا کیے کہ جن میں سے ہر ایک اپنے مقام پر بے مثال تھا ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) "اَبانِ بن تَغلِبْ " ۔ انہوں نے امام سجادؑ ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے کسب فیض کیا وہ اپنے زمانہ کے اہم علمی شخصیت تھے انہیں تفسیر، فقہ ، حدیث ، اور لغت میں کافی مہارت حاصل تھی انہیں امام محمد باقرؑ نے فرمایا اے ابان مدینہ کی مسجد میں بیٹھو! اور لوگوں کو فتوے دو ۔

(۲) " زُرَارَہ " ۔ اس شخص نے امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے کسب فیض کیا اور اسے فن حدیث ، فقہ ، اور عقائد شیعہ پر مکمل دسترس حاصل تھی چنانچہ امام جعفر صادقؑ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اگر "زرارہ" اور اس کے ساتھی نہ ہوتے تو پیغمبرؐ کے آثار مٹ جاتے

(۳) " کُمَیتِ اَسَدِی " ۔ استاد الشعراء اور لغت و ادبیات اور ظالم حکمران کے سامنے ، حقائق کے بیان کرنے میں بے مثال تھا

اشعار کے قالب میں واضح طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کا دفاع کرتا چنانچہ بسا اوقات غاصب حکمران کی طرف سے اسے موت کی دھمکی بھی دی جاتی ، بنی امیہ کی حکومت کے دوران اہل بیتؑ کے فضائل و آثار کا ذکر بہت خطرناک جرم تھا لیکن اس آزاد منش شاعر نے جان کی بازی لگا کر اہل بیتؑ کا تذکرہ کیا ۔

کمیت امام محمد باقرؑ کا عاشق تھا اور امامؑ کے سامنے اس نے کئی عمدہ اشعار پڑھے کہ حضرت

نے کعبہ کی طرف منہ کر کے فرمایا (خدایا کمیت پر رحمت کر)

(۴) "محمد بن مسلم" جن کا لقب فقیہ اہل بیت تھا امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے سچے ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے اور یہ ان میں سے تھے کہ جن کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا :

" ان کے ذریعہ علوم اہل بیتؑ قائم دائم ہے "

امامؑ کی شہادت

تکالیف و مشکلات کے باوجود کئی سال اسلام کی خدمت کرنے کے بعد امام محمد باقرؑ ۷ ذوالحجہ ۱۱۴ھ ہجری کو ۵۷ سال کی عمر میں ہشام کے حکم پر زہر کے ذریعہ شہید کر دیا گیا اور آپ کے بدن اطہر کو دیگر ائمہؑ کے پہلو میں قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا ۔

امامؑ کے مختصر اقوال

(۱) جھوٹ ایمان کی خرابی کے باعث وجود میں آتا ہے

(۲) مومن ڈرپوک، لالچی اور بخیل نہیں ہوتا

(۳) خداوند عالم حلیم اور باحیا شخص سے محبت کرتا ہے

(۴) وہ عالم جس کا وجود معاشرے کے لئے مفید ہے اس کی اہمیت ۷۰ ہزار ناداں عابدوں سے بہتر ہے

(۵) خداوند گندی زبان والے شخص کو دوست نہیں رکھتا

(۶) بدحالی سے پرہیز کریں یہ ہر برائی کی چابی ہے اور ان کے دین کو تباہ و فاسد کر دیتی ہے

(۷) جو شخص خدا کے بندوں پر ظلم کرے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔

(۸) ایک دوسرے پر رشک نہ کریں، خودپسندی سے اجتناب کریں۔ ظلم کو پیشہ نہ بنائیں اپنی نماز کا خاص خیال رکھیں، غرباء سے محبت کریں۔

(۹) جو لوگوں کے کام انجام دینے کی کوشش کرے۔ اور ان کی مشکلات کو آسان کرے وہ اس شہید مسلمان کیطرح ہے جو جنگ بدر و احد میں شہید ہوا ہو۔

●●●

معصوم ہشتم

*

• - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

ولادت

حضرت امام جعفر صادقؑ جناب ام فروہؑ کے بطن سے ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت امام محمد باقرؑ اپنے فرزند کی ولادت پر نہایت خوش تھے آپ کی والدہ جناب محمد بن ابی بکر کی اولاد تھیں محمد بن ابی بکر حضرت علیؑ کے اصحاب سے تھے اور انکے بارے میں فرمایا: کہ محمد میرے اخلاقی اور روحانی فرزند ہیں محمد بن ابی بکر کی والدہ اسما بنت عمیس تھیں جو نہایت پرہیزگار تھیں اور ہمیشہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت کرتیں اور اس خدمت پر فخر بھی کرتیں امام صادقؑ اپنی والدہ سے متعلق فرماتے ہیں "میری والدہ پرہیزگار، مومنہ، اور نیک خاتون تھیں"

حضرت امام سجادؑ کی شہادت کے وقت امام صادقؑ کی عمر ۱۵ سال تھی اور امام محمد باقرؑ کی شہادت کے وقت آپ ۳۴ سالہ تھے، حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کی حکومت میں دراڑیں پڑ گئیں اور لوگ اس واقعہ کربلا کی وجہ سے بنی امیہ کے دشمن ہو گئے اور یوں بنی عباس کی حکومت کیلئے راستہ ہموار ہو گیا۔ ان دو حکومتوں کے درمیان فاصلہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے شیعہ افکار کی نشر و اشاعت کا موقع میسر آیا اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنی علمی تحریک کی وجہ سے معارف اسلامی کو یوں پھیلایا کہ وہ تمام اہل جہان تک پہنچ گئے۔

امامؑ کی اخلاقی خصوصیات

ہمیشہ انسان کا کردار اس کے اخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے اور ہر ایک کو اس کے کردار سے پہچانا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ اپنے عملی حالات کو اپنے کردار پر اثر انداز نہیں ہوتے دیتے بلکہ جو کچھ دلمیں ہوتا ہے وہ کردار سے ظاہر اور آشکار ہو جاتا ہے بالکل ایسے کہ جب بجلی کا بٹن دبائیں تو بلب فوراً روشن ہو جاتا ہے۔ امام صادقؑ کی پوری زندگی دیگر آئمہ طاہرینؑ کی طرح اسلام حقیقی کا درس تھی آپؑ اسلامی اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ تھے پورے معاشرے میں ایک باپ بیٹا ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جو کردار، اخلاق اور فکر کے اعتبار سے ایک ہوں مگر سرورِ کائنات اور آپ کے حقیقی جانشین جو ایک راہ اور ہدف کیطرف گامزن اور ایک ہی فکر و نظر سے اپنے آسمانی والٰہی وظیفہ کو انجام دیتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کے کردار گفتار اور اخلاق میں کسی قسم کا اختلاف نظر نہیں آتا

امام صادقؑ کی اخلاقی فضیلت اور اہمیت کیلئے یہی کہنا کافی ہے کہ آپؑ کے چار ہزار شاگردوں میں سے ایک بھی آپ کے اخلاق و کردار پر نہ ہی اعتراض کر سکا اور نہ اسے کوئی ضعیف پہلو نظر آیا۔ آپؑ کھانے پینے آرام کرنے، چلنے پھرنے گفتگو کرنے اور لوگوں سے ملاقات رکھنے الغرض زندگی کے تمام مراحل میں مسلمانوں کے لئے نمونہ تھے آپؑ اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی اولاد کیطرح پیش آتے

امام کا زہد اور پرہیزگاری

زہد اور پرہیزگاری انسان کی اہمیت کا ترازو ہے چنانچہ قرآن سب کو برابر سمجھتا ہے مگر ان لوگوں کو جو زیورِ تقویٰ سے آراستہ اور مزین ہوں حضرت امام صادقؑ اپنے جدِ بزرگوار حضرت علیؑ کی طرح اتنے پرہیزگار تھے کہ تمام لوگ تعجب کیا کرتے تھے۔ مالک ابن انس کہتے ہیں: امام صادقؑ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں معروف رہتے آپ بہت بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے۔ عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ موسم گرما میں مدینہ کی گلیوں میں ایک کام کے سلسلہ میں آپکو میں نے جاتے دیکھا میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہو جاؤں خدا پر اتنا ایمان اور رسولِ خدا سے اتنی وابستگی کے باوجود اتنی سخت گرمی میں آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اپنی روزی کمانے کیلئے کام کرنے چلا ہوں تاکہ دوسروں سے بے نیاز ہو سکوں۔ ایک اور شخص کہتا ہے میں نے امام صادقؑ کو دیکھا کہ سخت لباس زیبِ تن فرمایا ہوا ہے اور ایک عام مزدور کی طرح باغ میں کام کر رہے ہیں اور پسینہ سے شرابور ہیں میں نے عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ مجھے اجازت دیں میں آپ کی جگہ کام کروں آپ نے فرمایا میں اپنی زندگی کیلئے خود کام کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے لوگوں کی طرح مجھے بھی سورج کی گرمی کا احساس ہو۔ امام جب گھر سے باہر تشریف لاتے تو نیا صاف ستھرا اور قیمتی لباس زیبِ تن فرماتے، گھوڑے پر سوار ہوتے کچھ جاہل یہ تصور کرتے کہ یہ زہد اور تقویٰ کے خلاف ہے لہذا آپ پر اعتراض کرتے۔ لیکن جب جواب سنتے تو شرمسار ہو کر واپس چلے جاتے۔

ایک مقدس نما کیساتھ امام کی گفتگو :۔

ایک دفعہ سفیان نامی مقدس نما شخص آپ کے سامنے آکر اعتراض کرنے لگا کہ آپ پیغمبر خدا کے خاندان سے ہیں اور اتنا قیمتی لباس پہنتے ہیں؟ امام نے فرمایا اے سفیان دیکھو اس لباس کے نیچے کھدر کا لباس ہے اس کے اوپر یہ لباس پہنا ہے تاکہ وہ لوگ جنکی عقل انکی آنکھوں میں ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ میں فقیر، محتاج شخص ہوں اور تو نے اس کھدر کے لباس کے نیچے نرم لباس پہنا ہوا ہے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے سکے کہ تو زاہد و پرہیزگار ہے اے سفیان اتنا تنگ نظر نہ بن۔ دوسرے دن سفیان نے امام کو اپنے، کھیتوں میں دیکھا کہ مزدوروں کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور پسینہ بہا رہے ہیں وہ پھر آگے بڑھ کر کہنے لگا مجھے آپ پر تعجب ہے کہ آپ دنیا میں اتنا لالچ کیوں کرتے ہیں اور اس بوڑھاپے میں کام کر کے عرق ریزی کیوں کرتے ہیں؟ امام نے فرمایا: میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ اس حالت میں اپنے خالق سے ملاقات کروں کہ جب میں مشقت اور تکلیف سے اپنی زندگی کے اخراجات حاصل کر رہا ہوں اور لوگوں پر بوجھ نہیں بنا اور وہ کتنا بدبخت ہے جو دوسروں کے ہاتھوں سے کھاتا ہے اور ان کے ذریعہ طاقت اور قدرت حاصل کرتا ہے اور پھر ان کی خدمت یا ان کے ساتھ محبت کرنے کی بجائے ان پر فخر و مباہات کرتا ہے یہ لوگ سفیان کی طرح ہیں جنکا ظاہری کردار فریب دینے والا اور باطن فاسد اور خراب ہے۔

امام اور جائز منافع : امامؑ نے "مُصادِف" نامی شخص کو ہزار دینار دیا تاکہ اس سے تجارت کرے اور منافع کمائے اور یوں زندگی کے مخارج میں اس سے استفادہ کیا جائے مُصادِف نے اس رقم سے سامان خریدا اور تاجروں کے ہمراہ مصر گیا تو شہر سے باہر واپس آنے والے کاروان سے ملاقات میں اپنے ہمراہ سامان کے متعلق اس نے دریافت کیا تاکہ صورت حال سے آگاہ ہو سکے چونکہ وہ سامان ایسا تھا جسکی لوگوں کو ضرورت تھی اور وہ شہر میں نایاب بھی تھا لہٰذا انہوں نے کہا کہ یہ سامان اس شہر میں نہیں ہے اور خریدار زیادہ ہونگے لہٰذا تم مہنگے داموں فروخت کر سکتے ہو تاجر خوش ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طے کیا کہ اپنے سامان کو دوگنا قیمت پر فروخت کرو! اور اس سے کم قیمت پہ فروخت نہ کرنا چنانچہ شہر میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے یہی کام کیا اور یوں اس نے ہزار دینار منافع کمایا جب مدینہ واپس آیا تو خوشی خوشی امامؑ کے خانۂ اقدس پر حاضری دی جب امام سے ملاقات ہوئی تو ہزار ہزار دینار کی دو تھیلیاں آپکی خدمت میں پیش کر کے عرض کرنے لگا ایک تھیلی آپ کا سرمایہ اور ایک تھیلی اس کا منافع ہے امامؑ نے پوچھا تم نے اتنا منافع کیسے کمایا؟ تاجر نے سارا قصہ بیان کیا تو امامؑ کے چہرے کے تیور تبدیل ہو گئے اور فرمایا:

"پناہ بر خدا مسلمانوں کے گھاٹے میں آپس میں معاہدہ کرتے ہو کہ سامان دوگنا قیمت پر بیچو؟ امامؑ نے اپنی رقم اٹھالی اور دوسری تھیلی اسے واپس کر دی اور فرمایا بے انصافی سے کمائے جانے والے منافع کی مجھے ضرورت نہیں ہے اے شخص جان لو کہ حلال طریقہ سے مال کمانا بہت مشکل ہے۔"

امام کا حلم اور بردباری :- انسان کی زندگی میں پیش آنیوالی مشکلات سے اس شخص کے ایمان کا پتہ چلتا ہے امام صادقؑ کی زندگی میں جتنی مشکلات آئیں آپ نے بردباری سے انکا مقابلہ کیا جس سے آپکی شخصیت اور اہمیت واضح ہوگئی ۔ لوگ امام کو فحش دیتے تکالیف پہنچاتے لیکن آپ بردباری کا مظاہرہ کرتے انہیں نصیحت فرماتے اور اپنی زبان کسی کو برا بھلا کہنے اور نفرین کرنے میں نہ کھولتے تھے ۔

دوست سے جدائی :- ایک شخص ہمیشہ آپکے ہمراہ رہتا آپ اس سے محبت کرتے اور اکثر اس کا تذکرہ فرماتے ایکدن اکٹھے جوتوں کے بازار گئے اس شخص کا ایک سیاہ فام غلام بھی ہمراہ چل رہا تھا غلام دوکانیں دیکھتے دیکھتے پیچھے رہ گیا اور امامؑ کا وہ دوست مسلسل پیچھے غلام کی طرف دیکھتا مگر اسے اپنا غلام نظر نہ آیا اسے بہت غصہ آیا ۔ اچانک اس کی نظر غلام پڑی تو کہنے لگا "فلاں ماں کا بیٹا" تو کہاں تھا یہ جملہ اس کی زبان سے نکلا تو امام صادق علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بلند کرکے اپنی پیشانی پر مارا اور فرمایا :

> ,, تو اس کی ماں کو گالی دیتا ہے ؟ میں تو تجھے متقی اور پرہیزگار شخص سمجھتا تھا کافی مدت سے ہمارا تمھارے ساتھ تعلق ہے دوستوں کی محفل میں ہم تمھارا ذکر کرتے رہے بہت اچھا ہوا جو معلوم ہوگیا کہ تم اچھے دوست نہیں ہو لہٰذا جلدی مجھ سے جدا ہو جاؤ ،،

امام اور تبلیغ کا انداز: ۔ "شقرانی" ایک جوان آدمی تھا چھپ کر برے کام کرتا تھا لیکن چونکہ اس کا دادا رسول خدا کا آزاد کردہ غلام تھا لہذا لوگ اسے پیغمبر سے وابستہ تصور کرتے تھے اس نے ایکدن سنا کہ منصور بیت المال کے اموال کو تقسیم کر رہا ہے یہ بھی امداد لینے کیلئے گیا مگر اس کی شناسائی کروانے والے کوئی شخص نہ تھا اسوجہ سے اسے کچھ نہیں مل سکتا تھا اسی دوران امام صادق پر اس کی نظر پڑی دوڑا ہوا آپکے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرا وسیلہ بنیں اور خلیفہ سے میرا حصہ لیکر دیں آپ اس کا وسیلہ بنے، اور اسکا حصہ لیکر دیا جب امامؑ نے اسے رقم دی تو فرمایا اچھا کام ہر ایک کیلئے بہتر ہے مگر چونکہ تیرا ہمارے ساتھ تعلق ہے لہذا تجھ سے اچھا کام بہت بہتر ہے اور برا کام ہر شخص کے لئے بد لیکن تیرے لئے بدتر ہے امام یہ کہکر چلدیے "شقرانی" رقم لیکر گہری سوچ میں پڑ گیا کیونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ امامؑ اسکے برے اعمال سے آگاہ ہیں امام اس کلام کے ذریعہ اسے برے کاموں سے روکنا چاہتے تھے وہ شخص امامؑ کی اس ملاقات سے نہایت شرمندہ ہوا اور محکم ارادے کے ساتھ برے کام چھوڑ دیئے۔

غرباء کی طرف امام کی توجہ

"امامؑ کا صحابی "معلی بن خنیس" نقل کرتا ہے کہ میں نے ایک تاریک اور برساتی رات میں آپ کو دیکھا کہ آپ ایک وزنی تھیلا کندھے پر رکھے جا رہے ہیں، میں آپ کے پیچھے چلا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں راستہ میں کچھ روٹیاں اس تھیلے سے گر گئیں تو میں نے جمع کیں اور امام کی خدمت میں سلام کر کے پیش کر دیں امامؑ نے انہیں اور تھیلے میں رکھکر اپنا سفر جاری رکھا تھوڑی دیر بعد ایک ایسے مقام پہ پہنچے جہاں کچھ غرباء سوئے ہوئے تھے آپؑ نے ہر ایک کے سرہانے دو روٹیاں رکھیں

اور واپس آ گئے میں نے سوال کیا مولا کیا وہ آپ کے شیعہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں اگر وہ شیعہ ہوتے تو ہم اس سے زیادہ انکا خیال رکھتے

(۲) آپکا ایک اور صحابی ہشام بن سالم کہتا ہے امام صادقؑ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ رات کے اندھیرے میں کھانا اٹھا کر غرباء کے گھروں میں پہنچاتے اور اپنا تعارف بھی نہ کرواتے، یہ سلسلہ امامؑ کی شہادت تک جاری رہا اور جب آپکی طرف سے امداد کا یہ سلسلہ منقطع ہوا تو ان غریبوں کو معلوم ہوا کہ یہ راتوں کو کھانا لاکر ہماری امداد کرنے والے حضرت امام جعفر صادقؑ تھے چنانچہ وہ بہت غمزدہ اور پریشان ہوئے،

امام اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف جہاد

ایک سال مدینہ میں گندم کے کم ہو جانے کے باعث لوگ وحشت اور پریشانی کا شکار ہو گئے لہٰذا جس کے پاس ایک سال کیلئے گندم نہ تھی وہ کوشش میں لگ گیا کہ گندم ذخیرہ کرے، اس دوران فقیر اور تنگ دست لوگ مجبور تھے کہ اپنے ہر روز کا خرچ بازار سے خریدیں، ایک دن امام صادق (ع) نے اپنے خادم "معتب" سے پوچھا ہمارے گھر اس سال گندم ہے معتب نے عرض کیا ہاں ہم نے کچھ ماہ کیلئے ذخیرہ کر لی ہے امامؑ نے فرمایا اسے بازار لیجا کر فروخت کر دو!

خادم نے عرض کیا مولا مدینہ میں گندم نایاب ہے اگر اسے فروخت کر دیں تو پھر خریدنا مشکل ہو جائیگی لہٰذا ہم مشکل وقت میں پھر مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہونگے امامؑ نے فرمایا وہی کرو!

جو میں نے کہا ہے لہذا آج کے بعد عربا کیطرح ہر روز کا کھانا بازار سے خرید و کیونکہ میرے اور عام لوگوں کے کھانے میں فرق نہیں ہونا چاہیئے چاہے مہنگے داموں پر خریدنا پڑے ۔

لالچی فقیر اور شاکر گداگر

امامؑ کا ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ ہم منیٰ میں امامؑ کے ہمراہ انگور کھانے میں مشغول تھے کہ ایک حاجت مند آیا اور اسنے امداد کا تقاضا کیا امامؑ نے انگور کی ایک مٹھی اسے عطا کی لیکن اس شخص نے وہ انگور نہ لیے اور پیسوں کا مطالبہ کیا امامؑ نے فرمایا خدا تیرے لئے بھیجے گا وہ حاجتمند گیا پھر واپس لوٹ کر عرض کرنے لگا وہی انگور دے دیجئے حضرتؑ نے فرمایا خدا دیگا وہ شخص چلا گیا پھر ایک اور فقیر آیا اور حضرت امامؑ سے مدد طلب کی حضرتؑ نے انگور کے چند دانے اسے دیئے اس شخص نے وہ لئے اور خدا کا شکر ادا کیا امامؑ نے پھر اپنے ہاتھ انگوروں سے بھرے اور اسے عطا فرمائے اس نے لئے اور خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا حضرتؑ نے تیسری بار بیس درہم اور چوتھی بار اپنا قمیص اتار کر اسے دیا فقیر نے وہ لیئے اور حضرتؑ کے حق میں دعا کرتے ہوئے چلا گیا

میں نے اپنے آپ سے کہا اگر وہ شخص اپنے اس کام کو جاری رکھتا تو امامؑ کے پاس جو کچھ تھا اسے عطا کر دیتے ۔

●●●

اسلامی یونیورسٹی کی بنیاد

امامؑ نے مدینہ میں اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ بنایا تاکہ مختلف علوم میں شاگردوں کی پرورش کریں امامؑ کے علمی سمندر کا جوش اتنا واضح تھا کہ پورے جہان سے طالبان علم کو مدینہ کیطرف متوجہ کرتا تھا اور پوری دنیا سے سینکڑوں علم کے پیاسے مدینہ آتے اور امام کے درس میں شریک ہو کر اپنی پیاس بجھاتے۔ امامؑ نے اپنے مکتب میں کئی نامور افراد کی مختلف علوم میں تربیت کی ان میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فقہ میں زرارہ اور محمد بن مسلم (۲) عقائد اور علم کلام میں ہشام اور مومن الطاق (۳) عرفان اور معارف اسلامی میں مفضل اور صفوان (۴) ریاضی اور سائنسی علوم میں جابر بن حیان۔ اور دیگر بہت سے لوگ جو مختلف اسلامی علوم و فنون کے بانی تھے اور کئی سال تک ان کی کتب یورپ میں تدریس اور ترجمہ ہوتی رہیں ظاہر ہے ایسا موقع حضرت علیؑ کے زمانے میں احکام الٰہی کی نشر و اشاعت کا نہیں تھا کیونکہ دشمن نے آپکو مسلسل جنگوں میں مشغول رکھا تھا تاکہ علوم اسلامی کی ترویج کو روک سکیں یہ سلسلہ امام سجادؑ کے زمانہ تک جاری رہا۔ امام محمد باقرؑ کے زمانہ میں علوم اسلامی کے مدارس قائم ہوئے اور حضرت امام صادقؑ کے زمانہ میں کمال تک پہنچے یہاں تک کہ امام صادقؑ کی یونیورسٹی میں مختلف علوم کے چار ہزار طالبعلموں کی تربیت کی گئی جنھوں نے سارے جہاں میں پھیل کر لوگوں کو تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ کیا۔

تشیع کو مذہب جعفری کیوں دیتے ہیں ؟ ۔

امام صادقؑ کی سیاسی اور علمی قربانی کے سایہ میں تشیع کی جو نشر و اشاعت ہوئی اسی وجہ سے اس مکتب شیعہ کو آپ کی طرف نسبت دی گئی اور یہ مذہب جعفری کہلایا ہمارا مذہب جعفری ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے کیونکہ پیغمبر اسلامؐ کے حقیقی پیغامات خون حسینؑ اور امام صادقؑ کی تعلیمات ہی میں مل سکتے ہیں جعفری اسلام ہی وہ اسلام ہے جسکی خاطر حضرت علیؑ نے جہاد امام حسنؑ نے صلح اور امام حسینؑ نے خون دیا حضرت زین العابدین نے اسیری کا لباس زیب تن کیا اور جناب زینبؑ شہداء کے خون کی پیغمبر کہلائی اور حضرت زہراؑ اپنے اوپر ہونے والے مظالم کے خلاف والد ماجد کی مسجد میں گئیں اور ان کے خلاف آواز بلند کی اگر اسلام وہ ہے کہ جس میں غاصب حکمفرما ہوں اور حضرت زہراؑ کو غضبناک کریں اور علیؑ کو گھر میں بیٹھنے پر مجبور کریں تو ہم اعتراف و اعلان کرتے ہیں کہ ایسے اسلام کے مقابل میں ہم سر تسلیم خم نہیں کریں گے کیونکہ اہل علم اور خاندان رسالت کے مومن و معتقد جانتے ہیں کہ وہ اسلام جس میں خاندان پیغمبرؐ نہ ہو، تو وہ اسلام ایسا ہو گا جسکے حاکم معاویہ، یزید اور متوکل ... جیسے ہوں گے اور تاریخ تشیع نے ثابت کر دیا ہے کہ جس نے بھی ایسے اسلام کو قبول کیا جسمیں خاندان علیؑ نہ ہو۔ اور پھر اسکے لئے کوشش وہ کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکا اس کی آخرت خراب ہوئی اور، بالآخر وہ تاریخ میں استعمار کا آلہ کار قرار پایا ۔

منصور اور امام کے خلاف سازش :- امام صادق کا مکتب خود لوگوں کو اپنی سرنوشت میں موثر جانتا ہے لہذا ان سے یوں خطاب کرتا ہے کہ تم خود ہی معاشرے کو سنوارتے ہو تم ہی خود کو خوش قسمت یا بدبخت بناتے ہو، تم ہی اپنی ترقی یا انحطاط کے موجب ہو یعنی اے لوگو تم اگر چاہو تو ظالم حکمرانوں سے حکومت چھین سکتے ہو اور ظلم کو قبول نہ کرو اور زمام حکومت لائق اور شائستہ افراد کے ہاتھوں میں دو ، اس قرآنی عقیدہ اور تفکر کا فروغ بادشاہ وقت منصور پر گراں گذرا اس نے کوشش شروع کردی کہ فساد اور تباہی کے فروغ سے اس عقیدے کی نشر و اشاعت کو روکے اور لوگوں کو امام صادق کے آگاہی شعور اور تحریک والے مکتب سے جدا کرے ـــ منصور نے اپنے ہدف تک پہنچنے کیلئے علماء کی خدمات حاصل کیں کہ وہ لوگوں کو دینی طور پر جبر کا قائل کریں یعنی لوگوں کو اس عقیدے کا قائل کریں کہ یہ فقر و تنگدستی اور ذلت و ظلم ان پر ہو رہا ہے یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اور انسان کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی اس کو تبدیل کرسکتا ہے اور یوں مخالفت اور انقلاب کا راستہ روکا جاسکتا ہے اور لوگ حکام کے ظلم اور جنایت کاروں کے کوڑے برداشت کریں اور اس پر اعتراض کرنیکی بجائے شکر ادا کریں واضح رہے کہ امام صادق اس قسم کے غلط اور خطرناک عقیدہ کی نشر و اشاعت کے سامنے خاموشی اختیار نہیں کرسکتے تھے کہ جو فرہنگ و عقائد اسلامی کے نام پر لوگوں کے ذہنوں میں بٹھایا جارہا تھا چنانچہ اس خطرناک عقیدہ کا مقابلہ کرنیکے لئے امام نے یونیورسٹی قائم کی اور تھوڑی مدت میں چار ہزار طلبہ کی عقائد اسلامی کے ہر شعبے میں پرورش کی اور لوگوں کے درمیان انہیں پھیلا دیا تاکہ مزدور اور خود فروختہ علماء کی تبلیغات کو غیر موثر کیا جائے

امام صادقؑ پر منصور کے مظالم :- عجب یہ ہے کہ بنی عباس نے شہدائے کربلا کے بدلے اور بنی امیہ کے مظالم کے خلاف جہاد کے بہانے سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا اور ایرانیوں کے ذریعہ (جنھیں اولاد علیؑ کے ساتھ محبت تھی) مقابلہ کیا، ابو مسلم خراسانی کی مدد سے بنی امیہ کو میدان سے باہر نکالا اور امام وقت حضرت صادقؑ کو خلافت سپرد کرنے کی بجائے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی ۱۳۲ھ کو جب بنی امیہ کی حکومت ختم ہوئی تو دو خلیفے "سفاح" اور "منصور" اقتدار پر قابض ہوئے سفاح نے دس سال اور منصور نے ۲۲ سال حکومت کی اور ہمیشہ آئمہ معصومینؑ کو تکالیف پہنچانے کے درپے رہتے امام صادقؑ منصور کے زمانہ میں سخت مشقت میں تھے حتیٰ وہ بعض اوقات لوگوں کو امامؑ سے ملاقات بھی نہیں کرنے دیتا تھا مثلاً جب ہارون نامی شخص امامؑ سے ملاقات کر کے مسئلہ دریافت کرنا چاہتا تھا تو سوچنے لگا کہ وہ کیسے امامؑ کے ساتھ ملاقات کرے؟ اس دوران اس نے ایک چھابڑی والے شخص کو دیکھا جو سبزی فروخت کر رہا تھا اس کے پاس آیا اور اس سے تمام سبزی خرید لی اور اس کا پرانا لباس امانت کے طور پر لیکر پہن لیا اور اپنے کو سبزی فروش ظاہر کر کے حضرت کے گھر تک پہنچا اور امام سے مسئلہ دریافت کیا،

منصور نے اکثر شیعوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا تھا اور کئی بار اس نے امامؑ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا لیکن ہر بار امام کے معجزہ سے شکست سے دوچار ہوا،

امام کی پائداری :- منصور جب مختلف راہوں سے ناامید ہوگیا تو اس نے عوام کو یوں فریب اور دھوکا دینا شروع کیا کہ ہم بنی عباس آل پیغمبر ہیں اور اپنے آپ کو رسول اسلام کے حقیقی جانشین اور خلافت اسلامی کے اہل کے طور پر پیش کرنے لگا لیکن وہ خود اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اس کا اہل نہیں بلکہ اس کے اہل اور لائق صرف فرزندان رسولؐ ہیں امام صادقؑ نے منصور کی اس دھوکا دہی کا مقابلہ کیا اور اپنے خط میں اس خاندان کو رسوا کر دیا ، (۱) منصور نے امامؑ کو خط لکھا کہ آپ دوسرے لوگوں کیطرح ہمارے ہاں کیوں نہیں آتے ؟ امامؑ نے جواب میں تحریر فرمایا ہمارے پاس دنیا سے کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کے لئے تجھ سے خطرہ ہو اور تیرے پاس آخرت سے کوئی چیز نہیں کہ جس کے لئے تجھ پر امید رکھیں پس کیونکر تمہارے پاس آئیں ۔ (۲) ایک روز پھر منصور نے امام کیطرف لکھا آپ تشریف لائیں اور ہمیں نصیحت فرمائیں آپ نے جواب میں تحریر فرمایا جو اہل دنیا سے ہوگا وہ تجھے نصیحت کریگا اور جو اہل آخرت سے ہوگا وہ تیرے پاس نہیں آئیگا ۔ (۳) ایک دفعہ امام منصور کے دربار میں تشریف فرما تھے کہ ایک مکھی نے منصور کو تنگ کرنا شروع کر دیا وہ اسے جتنا دور کرنیکی کوشش کرتا وہ پھر اسکے سر یا چہرہ پر بیٹھ جاتی غصہ میں منصور امامؑ سے کہنے لگا آخر خدا نے یہ مکھی کیوں پیدا کی ہے ؟ امامؑ نے برجستہ جواب دیا کہ ظالم بادشاہوں کو اس کے ذریعہ ذلیل و خوار کرنا مقصود تھا منصور بہت پریشان ہوگیا اور آرام سے اپنی جگہ بیٹھ گیا اور امامؑ کو جانے کی اجازت دی

امامؑ کی مدینہ کے افسر سے سخت کلامی :۔ منصور نے بنی ہاشم سے کئی افراد کو شہید کرنیکے بعد شیبہ نامی شخص کو مدینہ روانہ کیا کہ وہاں کی حکومت پر کنٹرول کرے اور امام صادقؑ کے امور پر نظر رکھے وہ جمعہ کے دن مسجد میں آیا اور نماز کے بعد منبر پر جاکر حضرت علیؑ اور خاندان رسالت کے خلاف جسارت اور بد کلامی کرنے لگا لوگ چونکہ نزدیک سے خاندان رسالت کو جانتے اور ان سے عشق و محبت کرتے تھے لہذا وہ بہت پریشان ہوئے لیکن اس کے مقابلہ میں بات کرنیکی جرأت ان میں نہ تھی ۔ اس دوران امام صادقؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا جن خوبیوں کا تم نے ذکر کیا ہے ہم انکے لائق ہیں اور جتنی برائیاں تم نے ذکر کی ہیں ان کا تو اور منصور مستحق ہے پھر آپ لوگوں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہوگا؟ جو اپنی آخرت کو دوسروں کی دنیا کیلئے فروخت کردے اور یہ فاسد افسر ایسا ہی ہے یہ سن کر لوگ خوش ہو گئے اور امامؑ کی حمایت کرنے لگے اور یہ افسر ذلیل و شرمسار ہو کر مسجد سے نکل گیا ۔

شہادت امامؑ :۔ منصور اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود نہ ہی امامؑ کو اپنے نزدیک کرسکا اور نہ ہی دھمکیوں سے ڈرا کر خاموش کرسکا لہذا اس نے امامؑ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا اور بالآخر ۲۵ شوال ۱۴۸ھ ہجری کو امامؑ زہر کے ذریعہ شہید کر دیئے گئے اور مدینہ کے قبرستان بقیع میں سپرد خاک کر دیئے گئے ۔

امام کے مختصر اقوال

(۱) جو مسلمان بھائی کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرے ایسا ہے جیسے خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالا ہے۔

(۲) جو شخص نماز پر توجہ نہیں دیتا قیامت کے دن ہماری شفاعت اسکے شامل نہیں ہوگی۔

(۳) دنیا سے دل لگانے کا ثمر پریشانی اور غم ہے اور دنیا میں زہد و پارسائی جسم و جان کے سکون کا باعث ہے۔

(۴) طاقتور کا کمزور سے انتقام لینا ناپسندیدہ عمل ہے،

(۵) اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کرے۔

(۶) خدا سے دعا مانگو کہ تمہاری روزی لوگوں کے ہاتھوں میں قرار نہ دے،

(۷) وہ شخص گمراہ ہے جو لوگوں کو اپنی طرف بلائے جبکہ لوگوں میں اس سے بڑا عالم موجود ہو۔

(۸) برے مزاج سے دوری اختیار کرو کیونکہ یہ دشمنی اور کینہ کا سبب ہے

(۹) منافق کی تین علامتیں ہیں (۱) گفتگو میں جھوٹا (۲) وعدہ میں بے وفا (۳) اور امانت میں خیانت کار ہوتا ہے۔

(۱۰) دوسروں پر رشک نہ کریں کیونکہ یہ خداوند تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے۔

ناشر

دانشگاہ امامیہ

۱- عباس اپارٹمنٹس سولجر بازار ـــــ کراچی

الاطہر پرنٹرز

۲-ڈی - ۸/۹ ، ناظم آباد، کراچی